۶۰ سال پہلے

رحمٰن اور رحیم دونوں رحمت سے مشتق ہیں۔ اور ان دونوں صفتوں کا اطلاق حق جل و علا پر ایسا ہی حقیقی ہے جیسا کہ علیم و قدیر اور سمیع و بصیر کا اطلاق اس پر حقیقی ہے۔ اور جس طرح اس کی حیات ہماری حیات کی طرح نہیں اور اس کا سننا اور دیکھنا اور کلام کرنا ہمارے سننے اور دیکھنے اور کلام کرنے کے مشابہ نہیں اسی طرح اس کی رحمت بھی ہماری رحمت کے مماثل نہیں۔

---کلامِ عرب میں وزن فعلان' اکثر صفاتِ عارضہ اور اوصافِ متجددہ اور حادثہ کے لیے مستعمل ہوتا ہے جیسے عطشان و ریان و عضبان وغیرہ۔ لہٰذا لفظ رحمٰن سے اس دار حدوث و تجدد اور دار فانی کی طرف اشارہ مناسب ہوا۔

رحیم صفت مشبّہ کا صیغہ ہے جو دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے ۔ فعیل کا وزن کلامِ عرب میں معانی ثابتہ کے لیے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ علیم و حکیم' حلیم و جمیل۔ لہٰذا لفظ رحیم سے دارِ باقی اور عالمِ جاودانی کی طرف اشارہ مناسب ہوا۔

علاّمہ آلوسی کے کلام سے رحمٰن اور رحیم میں یہ فرق معلوم ہوتا ہے کہ رحمٰن سے عام رحمت مراد ہے' خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ صورۃً اور معنیً۔ ظاہراً اور باطناً ہر طرح سے رحمت ہو یا فقط معنیً ہو اور باطناً رحمت ہو' اگرچہ صورت اور ظاہر کے لحاظ سے وہ عذاب ہو جیسے مریض کو تلخ دوا کا پلانا صورۃً ایلام اور تکلیف ہے مگر معنیً سراسر رحمت ہے۔ پس رحمٰن سے ایسی ہی عام رحمت مراد ہے جو ان تمام انواع و اقسام کو شامل ہو' یہ دارفانی اسی قسم کی رحمت کا محل ہے۔ کبھی اس کی رحمت راحت و انعام کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی مصائب و آلام کی صورت میں' کما قال تعالٰی (عَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ) اور رحیم سے وہ رحمت مراد ہے جو بلاواسطہ ہو اور ظاہراً اور باطناً ہر طرح سے رحمت ہی رحمت ہو۔ دارِ آخرت میں اسی قسم کی رحمت ہو گی۔ اللہ تعالٰی کی طرف سے بلاواسطہ بھی ہو گی اور کسی قسم کا اس میں شائبہ رنج و اَلم کا بھی نہ ہو گا۔

(مولانا محمد ادریس کاندھلوی' ترجمان القرآن' جلد ۴' نمبر ۶' جمادی الاخری ۱۳۵۳ : اکتوبر ۱۹۳۴' ص ۵۵)